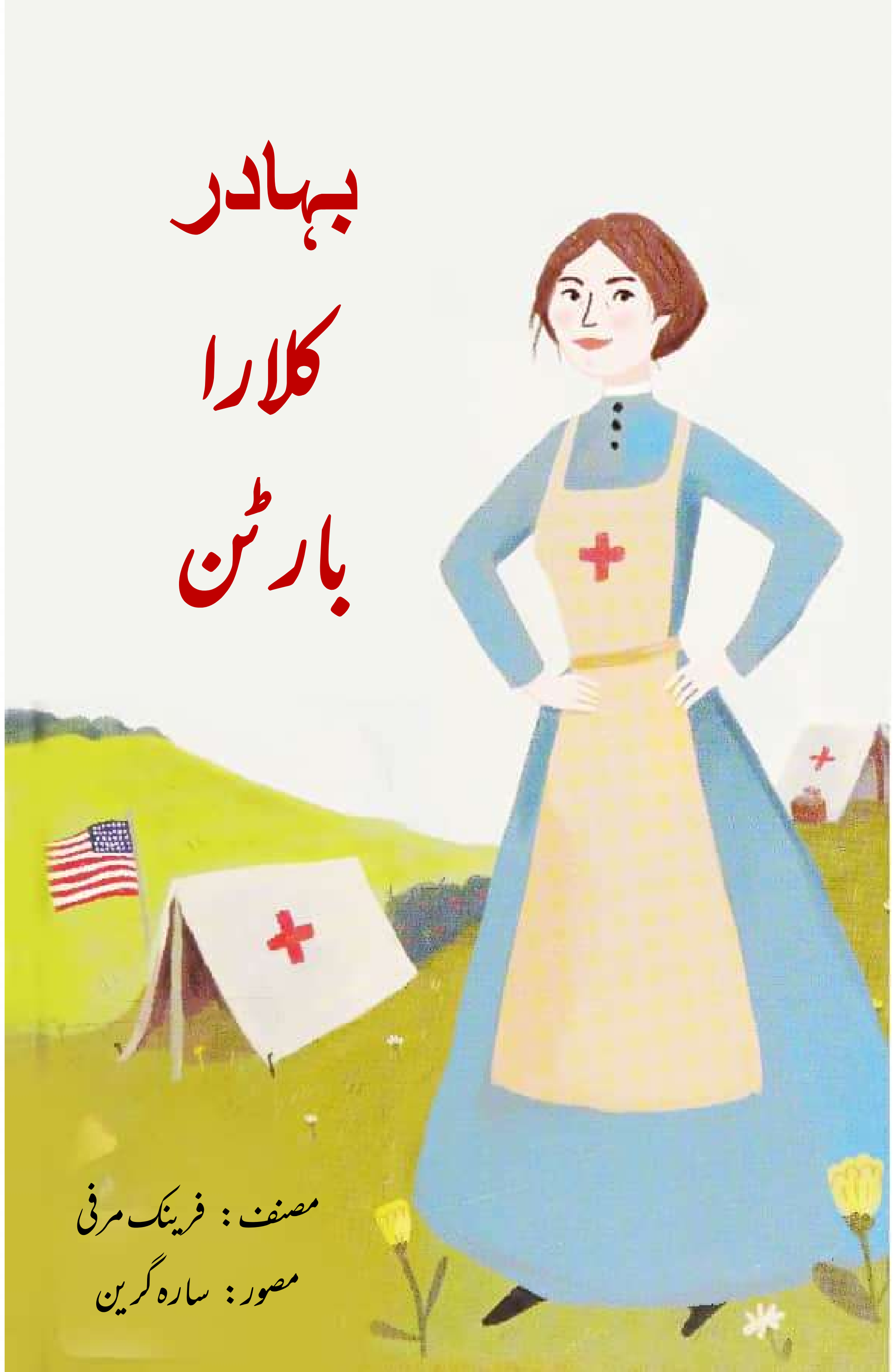
بہادر کلارا بارٹن



مصنف : فرینک مرفی
مصور : سارہ گرین

بہادر
کلارابارٹن



فرینک مرفی

مصور: سارہ گرین

ترجمہ: ابوابوزوہان، بحرئن

یہ ایک شرمیلی چھوٹی بچی کی کہانی ہے۔

جو بڑی ہو کر بہت بہادر بنی۔

اس کا نام کلارا بارٹن تھا۔



کلارا 25 دسمبر 1821 کو میساچوسٹس میں پیدا ہوئی۔

وہ اپنے خاندان میں سب سے چھوٹی تھی۔



ہر کسی نے اسے کچھ نہ کچھ سکھایا!

اس کے والد نے اسے بہادری کی عظیم کہانیاں سنائیں،

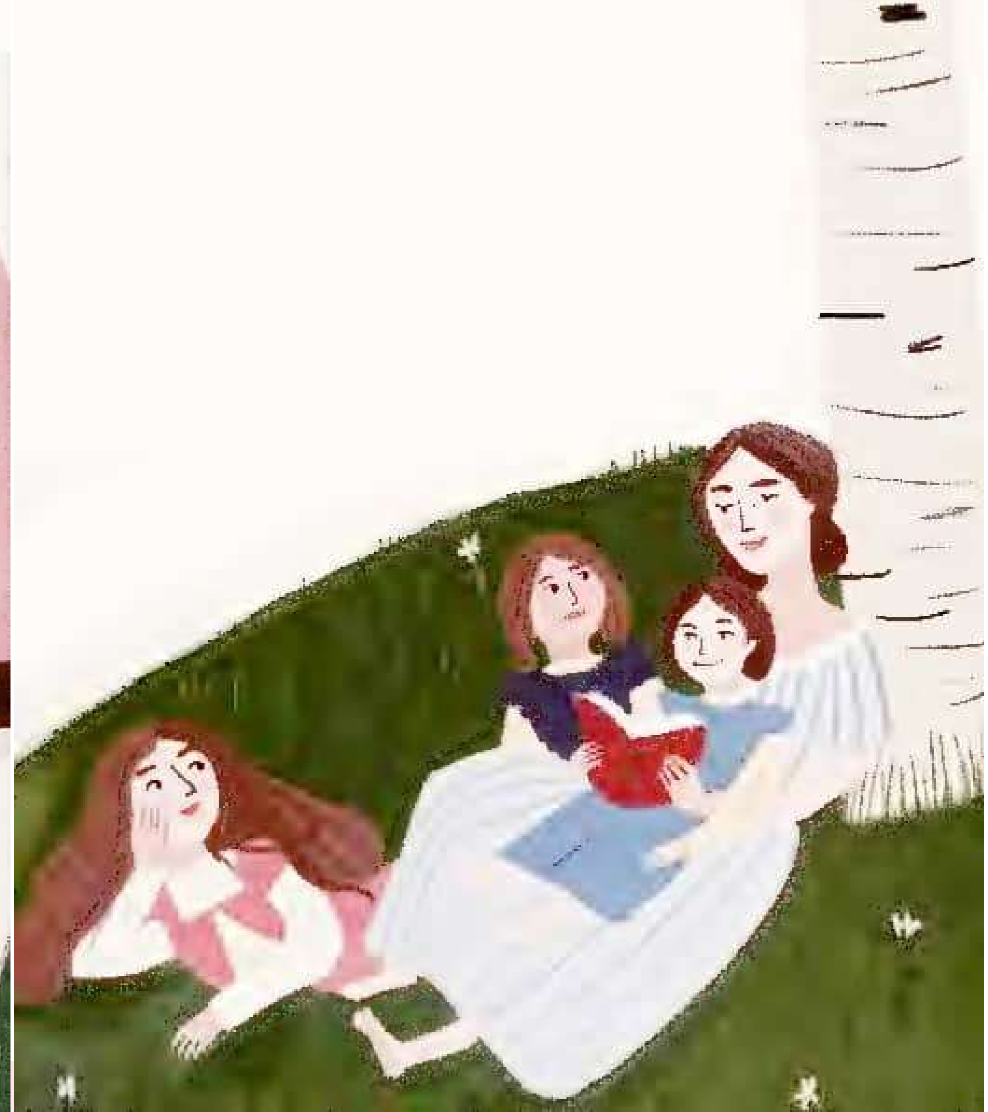
جو اس وقت کی تھیں جب وہ جنگ میں لڑے تھے۔



اس کی ماں نے اسے صحیح اور غلط کی پہچان سکھائی۔

کلارا کی بہنیں دونوں استانی تھیں۔

انہوں نے کلارا کو تین سال کی عمر تک پڑھنا سکھا دیا تھا۔



کلارا شرمیلی تھی کیونکہ وہ تھوڑا توتلا بولتی تھی۔

لیکن اس کا بھائی ڈیوڈ چاہتا تھا کہ وہ خطرات مول لے!

ڈیوڈ نے اسے پانچ سال کی عمر سے پہلے ہی پہلی بار گھوڑے پر بٹھایا۔

ڈیوڈ اور کلارا بہترین دوست بن گئے!



جب کلارا بارہ سال کی تھی، اس کی زندگی بدل گئی۔

ڈیوڈ ایک گودام میں کام کرتے ہوئے گر گیا۔

اس کی چوٹیں بہت شدید تھیں۔ وہ چل نہیں سکتا تھا۔

کلارا نے ڈیوڈ کو دوبارہ مضبوط بننے میں مدد کی۔



کلارا نے ڈیوڈ سے شادی کی۔

اس کی بحالی میں بہت مدد کی



آخر کار، دو سال بعد، ڈیوڈ دوبارہ چلنے کے قابل ہو گیا!

کلارا کو احساس ہوا کہ اسے لوگوں کی مدد کرنا اچھا لگتا ہے۔ لیکن ان دو سالوں میں، وہ بمشکل ہی باہر نکلی تھی۔

اس کی شرمیلی فطرت اور بڑھ گئی تھی۔



کلارا کے والدین چاہتے تھے کہ وہ اپنی شرمندگی پر قابو پائے۔
انہوں نے اسے پڑھانے (ٹیچنگ) کی کوشش کرنے کا مشورہ دیا۔
کلارا ڈری ہوئی تھی، لیکن وہ بہادر بھی تھی۔



اس نے سمر اسکول میں پڑھایا۔
اسے اپنے طالب علموں کی مدد کرنا بہت پسند آیا۔
کلارا کا اعتماد بڑھ گیا!



کلارا نیوجرسی منتقل ہوگئی

اور وہاں ایک کمرے پر مشتمل اسکول شروع کیا۔

وہ ایک بہترین استاد تھی۔

جلد ہی کلارا کا چھوٹا سا کمرہ ایک بڑے اسکول میں بدل گیا!







کلارا کو فخر تھا۔ وہ پرنسپل بننا چاہتی تھی۔

لیکن اس کے بجائے ایک آدمی کو منتخب کیا گیا۔

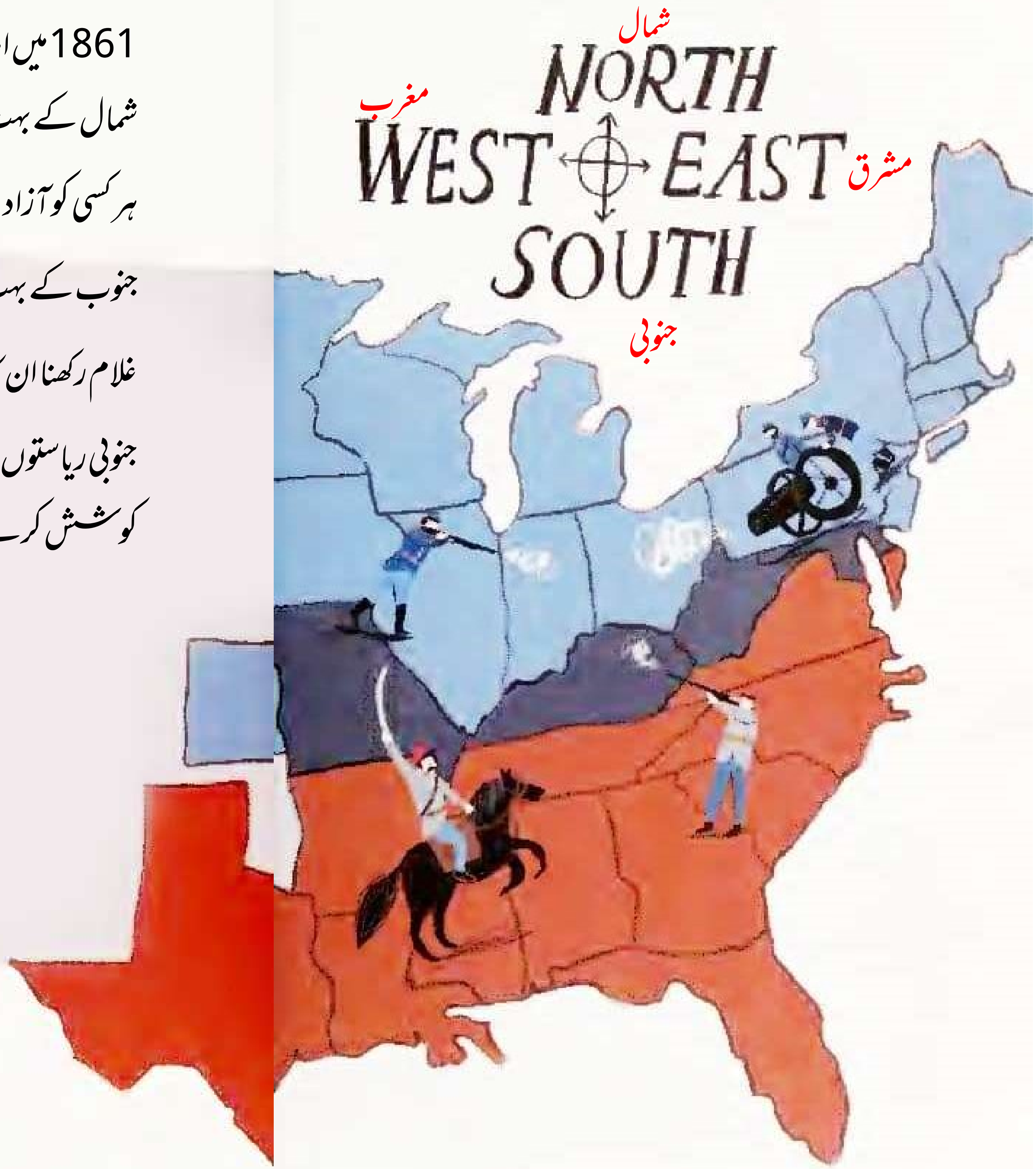
لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ ایک عورت اسکول چلا سکتی ہے۔

کلارا جانتی تھی کہ یہ سب فضول باتیں ہیں،

لیکن وہ لوگوں کی سوچ نہیں بدل سکتی تھی۔



1861 میں امریکہ بڑے مسائل کا شکار تھا۔
شمال کے بہت سے لوگ مانتے تھے کہ
ہر کسی کو آزاد رہنا چاہیے۔
جنوب کے بہت سے لوگ سمجھتے تھے کہ
غلام رکھنا ان کا حق ہے۔
جنوبی ریاستوں نے ایک الگ ملک بننے کی
کوشش کرنے کا فیصلہ کیا۔



صدر ابراہم لنکن ملک کو متحد رکھنے اور
غلامی کو ختم کرنے پر بضد تھے۔
خانہ جنگی شروع ہو گئی۔
یہ امریکہ کے اندر کی ایک جنگ تھی—
شمال جنوب کے خلاف تھا۔



19 اپریل 1861 کو، شمالی فوجیوں پر
اس وقت حملہ ہوا جب وہ واشنگٹن ڈی سی
کی حفاظت کے لیے جا رہے تھے۔



کچھ سپاہی کلارا کے سابقہ شاگرد تھے!
وہ ان کی مدد کے لیے دوڑی۔







کلارا نے کئی دن زخمیوں کی مدد میں گزارے۔
وہ ان کے لیے کھانا پکاتی اور
انہیں پڑھ کر سناتی تھی۔



لیکن سامان ختم ہو رہا تھا۔
اس نے شمال میں اپنے دوستوں
کو خطوط لکھے اور ان سے مدد مانگی۔



کلارا کے خط لکھنے کی محنت رنگ لائی۔
جلد ہی اس کے پاس اتنا سامان جمع
ہوگیا کہ تین گودام بھر جائیں!
کلارا نے اپنی ملازمت چھوڑ دی تاکہ
وہ کل وقتی طور پر فوجیوں کی رضا کارانہ مدد کر سکے۔





لیکن فوج کے ایک افسر نے کہا کہ
عورتیں "بھاگ جائیں گی اور افراتفری پیدا کریں گی۔"
کلارا جانتی تھی کہ یہ سب بکواس ہے۔

جنگ جاری رہی۔
بہت سے فوجیوں کو مدد کی ضرورت تھی۔
کلارا جانتی تھی کہ اگر وہ میدانِ جنگ میں
سپاہیوں کے قریب ہوگی، تو وہ زیادہ جانیں بچا سکے گی۔



اس بار کلارا نے ہار نہ مانی!

جلد ہی فوج نے کلارا کو میدانِ جنگ تک
لے جانے کے لیے کچھ مردوں کا انتظام کیا۔

کلارا نے پکار کر کہا، "توپوں کے پیچھے چلو۔"



کلارا کو معلوم تھا کہ یہ خطرناک ہوگا۔

ایک بار جب وہ جھک کر ایک زخمی سپاہی کی مدد کر رہی تھی،

تو اسے دھماکے کی آواز آئی۔

ایک گولی سیدھی اس کی آستین سے گزر گئی!

کلارا کو خراش تک نہ آئی، لیکن وہ گولی سپاہی کو جا لگی۔

وہ اسے نہ بچا سکی اور اس نے کلارا کی گود میں دم توڑ دیا۔





کلارا بس اتنا کر سکتی تھی کہ
اگلے زخمی سپاہی کی طرف بڑھے
اور اس کی مدد کرے۔



باقی پوری جنگ کے دوران کلارا نے یہی کیا۔
اس نے جنوب کے زخمی سپاہیوں کی بھی مدد کی۔
جلد ہی ہر سپاہی اس کے نام سے واقف ہو گیا،
لیکن وہ اسے "میدانِ جنگ کا فرشتہ" پکارتے تھے۔



1865 میں جنگ ختم ہوئی۔
شمال کو فتح ملی۔
کلارا خوش تھی کہ
غلامی کا خاتمہ ہوگیا اور
اسے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ
ریاستہائے متحدہ متحد رہا۔



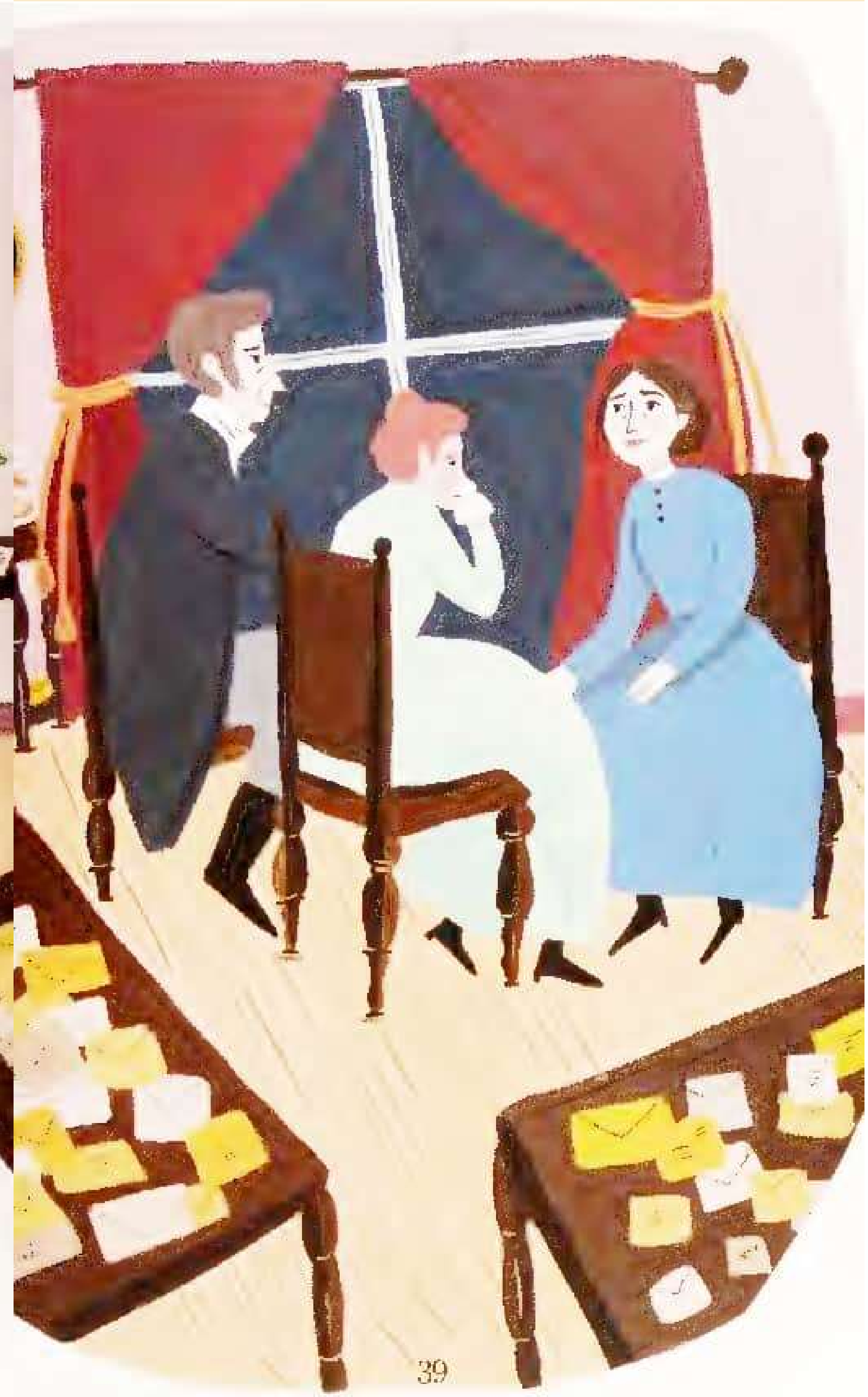
لیکن کلارا کو معلوم ہوا کہ بہت سے سپاہی لاپتہ ہیں۔ خاندانوں کو علم نہیں تھا کہ ان کے رشتہ داروں سے ساتھ کیا ہوا۔

کلارا نے صدر لنکن سے پوچھا کہ کیا وہ انہیں ڈھونڈنے میں مدد کر سکتی ہے؟ ان کا جواب تھا "ہاں"!

اسے خاندانوں کی طرف سے مدد کے لیے 63,000 سے زیادہ خطوط ملے،

اور اس نے ہر ایک کا جواب دیا!

اس نے 22,000 سے زیادہ لاپتہ سپاہیوں کا سراغ لگانے میں مدد کی۔



1869 میں کلارا نے یورپ کا سفر کیا۔
وہاں بھی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔
اس نے "انٹرنیشنل ریڈ کراس" نامی گروپ ہیں
شمولیت اختیار کی جو ضرورت مند سپاہیوں کی مدد کرتا تھا۔



بادشاہوں اور ملکاؤں کو کلارا کی ہمدردی کا علم ہوا۔
انہوں نے اپنے سپاہیوں کی مدد کرنے پر
اسے اعزازی تمغوں سے نوازا۔



کلارا ایک نئے خیال کے ساتھ امریکہ واپس آئی!

وہ ہر ضرورت مند کی مدد کرنا چاہتی تھی۔

چنانچہ اس نے "امریکن ریڈ کراس" کی بنیاد رکھی۔



جب سمندری طوفان آتے،
کلارا مدد کے لیے پہنچ جاتی۔
جب سیلاب بستیوں کو تباہ کر دیتے،
تو وہ اور ریڈ کراس ان کی امداد کو پہنچتے۔



کلارا تقریباً نوے سال کی عمر تک زندہ رہی۔
لوگوں کی مدد کرتے رہیں!



کلارا نے اپنے اندر بہادری پیدا کی اور
اسے دوسروں کی مدد کے لیے استعمال کیا۔
اس نے آنے والی نسلوں کو
انسانیت کی خدمت کا جذبہ دیا۔





کیا آپ بھی کلارا کی طرح بہادر بننے کا
راستہ تلاش کر سکتے ہیں؟





مصنف کا نوٹ



کلارا بارٹن سے پوری دنیا میں محبت کی جاتی تھی۔ ایک بار روس کے بادشاہ نے انہیں اعزاز سے نوازا۔ اس وقت بادشاہ کے سامنے جھک کر سلام کرنا(curtsy)ایک روایت تھی۔ جب کلارا جھکنے لگی تو بادشاہ نے اسے روک دیا! وہ خود آگے بڑھا اور کلارا کو سیدھا کھڑا ہونے میں مدد کی۔ اس نے کہا، "اوہ نہیں، مس بارٹن، آپ نہیں!" ایک بادشاہ بھی جانتا تھا کہ کلارا جیسا دنیا میں کوئی دوسرا نہیں۔

ختم شد